امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی اپیل

AHMADYYA MOVEMENT
BRITISH-JEWISH
CONNECETION

اور سابق سیشن جج گورداس پور مسٹر جے ڈی کھوسلہ کے فیصلے کا متن

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ موومنٹ، انگریز، یہودی، تعلقات" کا ترجمہ

☆☆ تصحیح: ☆☆

زیر نظر مضمون کی گزشت قسط اکتوبر ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں شائع ہوئی۔ اس کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ کی چھٹی سطر کے ان الفاظ "کفر پر ضربیں لگائیں" تک کا حصہ صفحہ ۴۲ کے آخر سے آگے شروع ہوتا ہے۔ اس سہو پر ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں (مدیر)

بارہ جون ۱۹۳۵ء کو (سابق) سیشن جج گورداس پور، مسٹر جے۔ ڈی۔ کھوسلہ نے سد عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمے کا ایک یادگار فیصلہ سنایا۔ اس کیس میں شاہ جی علیہ الرحمۃ کی دفاعی کونسل کے ارکان یہ تھے۔ (۱) مولانا مظہر علی اظہر (۲) مولانا عبدالکریم آف مباہلہ۔ (۳) لالہ پشاوری مل۔ (۴) خان شریف حسین اور (۵) مولانا رحمۃ اللہ مہاجر۔ تعزیرات ہند کی دفعہ 153-A9c کے تحت حضرت شاہ جی کو مجرم قرار دے کر عدالت زیریں نے آپ کو احرار کانفرنس قادیان کی تقریر مؤرخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء چھے ماہ قید بامشقت کی سزا سنادی تھی۔

قادیانیت کا تاریخی جائزہ

درخواست دہندہ کے خلاف عائد کردہ الزامات کی تفتیش و تحقیق سے قبل۔ ان حقائق کو بیان کرنا ضروری ہوجاتا ہے جو نکات اس مسئلہ سے پیدا ہونے کی گنجائش رکھتے ہیں۔ آج سے نصف صدی قبل قادیان کے ایک شخص غلام احمد نے دنیا بھر کے لئے اعلان کیا کہ وہ "من جانب اللہ" "ایک نبی موعود یا رسول موعود ہے۔ اس اعلان کے فوراً بعد بہ یک وقت اس نے اسلام کے ایک مذہبی پیشوا کا روپ دھار لیا اور ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھ دی۔ اس (نئے) فرقے کے ارکان اگرچہ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن بعض ایسے عقائد اور اصولوں پر ایمان رکھتے تھے جو امت محمدیہ کے مسلمہ عقائد کے برعکس تھے اور مکمل طور پر (مسلمان ہونے کے) جھوٹے دعویٰ پر مشتمل تھے۔ مذکورہ فرقہ، جو مختلف النوع خدوخال کا مالک ہے اور اس کی شناخت کئی ایک ناموں سے معروف ہے۔ مثلاً قادیانی، مرزائی، احمدی۔ اس کے ارکان اپنے فرقے کے بانی اور موجد کو جو مرزا کہلاتا تھا، چھپے ہوئے مفہوم میں اس (مرزا) کی نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ قادیانیوں نے جلد ہی ایک تحریک کی شکل اختیار کرلی۔ مسلمانوں کی اکثریت کی طرف سے قادیانی دھرم کے بانی کے جھوٹے مذہبی دعوے کی فوقیت کے خلاف ناراضی کا پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ زہریلے دانتوں والے اس نئے (قادیانی) مذہب نے جوابات کی تندی اور تیزی میں مبتلا ہو کر اپنے نہ ماننے والوں پر کافر ہونے کی تہمت

لگائی۔ کافر ہونے کا یہ خطاب ان مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے دیا تھا۔ قادیانی جو بیرونی تنقید سے غافل اپنے محفوظ مقام (قادیان) کے اندر سلامتی اور مضبوطی کے ساتھ وابستہ تھے، مستقبل سے بے نیاز وہ انہی حالات میں پھل پھول رہے تھے۔ اس امتیازی حفاظتی پوزیشن نے قادیانیوں کے اندر خود پسندی اور تکبر کو جنم دیا۔

قادیانی دہشت گردی کے ٹھوس ثبوت اور قادیان سے جلاوطنی کے مقدمات

کہا جاتا ہے۔ کہ اپنے دلائل اور (قادیانی) مقاصد کو طاقتور بنانے کی خاطر قادیانی ایسے ایسے ہتھیاروں سے کھیلتے تھے کہ بالعموم ان ہتھیاروں کو غیر پسندیدہ کہا جاسکتا ہے۔ جو لوگ قادیانی حلقے میں آنے سے انکار کر دیتے انہیں نہ صرف یہ کہ ڈرا دھمکا کر، بزدل بنا دیا جاتا۔ بلکہ ان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا (ٹھیٹ اردو محاورے کے مطابق ان کا "حقہ پانی بند" کر دیا جاتا، للمترجم) مذہبی حقوق سے خارج کر دیا جاتا۔ بعض اوقات تو ان کے ساتھ اس سے بھی بد ترین سلوک روا رکھا جاتا۔ ان افعال کو جاری رکھ کر، اکثر و بیشتر (قادیانیت کے) نو معتقدین کو مضبوط بنایا جاتا۔ مذکورہ احکامات پر عملدر آمد کے لئے قادیان شہر میں قادیانی (گوریلوں کے) دستے تیار کر لئے گئے۔ عدلیہ کا روپ دھار کر قادیانیوں نے اپنی عدالتیں قائم کیں ان خود ساختہ قادیانی عدالتوں میں دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے سنائے جاتے۔ قادیانی عدالتوں کے فیصلوں پر عملدر آمد کرایا جاتا۔ فوجداری مقدمات میں ملزموں کو سزائیں سنائی جاتیں۔ یہ حقیقت ہے کہ (منکرین مرزا یعنی مسلمانوں) لوگوں کو قادیان شہر سے نکال دیا جاتا۔ معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ قادیانی ان (منکرین مرزا) کے گھروں کی جائداد کو تباہ اور انکے گھروں کو نذر آتش کر دیا جاتا۔ بلکہ وہ ان (قادیانیوں) کے ہاتھوں قتل بھی ہو جاتے۔ مذکورہ (قادیانی) جرائم کو شاید مجلس احرار اسلام کی اختراع سمجھ لیا جائے۔ اس لئے چند مضبوط اور ٹھوس شہادتوں کا ذکر یہاں ضروری ہو جاتا ہے۔ جو ٹھوس شہادتیں اس مقدمے کے ریکارڈ پر لائی گئی ہیں۔ ان میں کچھ خاص اشخاص کو قادیان بدر کر دیا گیا کیونکہ یہ لوگ مرزا کے نظریات کے پیروکار نہیں رہے تھے۔ ان کے نام ہیں، حبیب الرحمان (D.W,28) اور اسماعیل (Exribit D-2-33) کا ایک خط موجود ہے جو مرزا محمود (D.W.37) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یہ خط حبیب الرحمان (D.W.28) کے نام ایک حکم نامہ ہے کہ وہ قادیان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مرزا بشیر الدین محمود (D.W.20) نے تسلیم کیا ہے کہ یہ خط اسی کا تحریر کردہ ہے۔ (D.W.20) اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ اسماعیل کو (قادیانی) برادری سے خارج کر دیا گیا تھا اور قادیان شہر میں اس کا داخلہ ممنوع تھا۔ دوسرے گواہوں کی کثیر تعداد نے (قادیانی) ظلم و تعدی اور جور و استبداد کی سرگزشتیں سنائیں۔ بھگت سنگھ (D.W.49) نے بیان دیا کہ قادیانی اس پر چڑھ دوڑے اور اسے مارا پیٹا۔ غریب شاہ نامی ایک شخص کو قادیانیوں نے زدو کوب کیا۔ جب اس نے قادیانیوں پر مقدمہ دائر کرنے کی کوشش کی تو قادیان شہر کا کوئی بھی شخص اس غریب شاہ کی طرف سے گواہی دینے پر طیار نہیں تھا۔ قادیانی (خود ساختہ) ججوں، منصفوں کی طرف سے فیصلہ شدہ فائلیں عدالت میں پیش کی گئیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں۔ مرزا محمود نے تسلیم کیا کہ قادیان شہر میں قادیانی عدالتوں کی کارگزاری تکمیل پاتی ہے۔ ان عدالتی

معاملات میں مرزا محمود کی عدالت اپیل کرنے کی آخری عدالت ہوتی ہے۔ ان (قادیانی) عدالتوں کے فیصلوں پر بزور قوت بازو یعنی طاقت کے ذریعہ عمل در آمد کرایا جاتا ہے۔ مذکورہ عملدر آمد کی مثال وہ مکان ہے جسے قادیان میں فروخت کر دینے کا حکم نافذ کیا گیا۔ ان (قادیانی) عدالتوں کے لئے ایسے کاغذات تیار کئے جا چکے ہیں جن پر پرائیویٹ مہریں ثبت ہوتی ہیں۔ یہ اسٹامپ فروخت ہوتے ہیں اور مرزا محمود کی عدالت میں پٹیشن کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ مرزا محمود (D.W 37) نے بیان دیا کہ رضاکار دستے قادیان میں تعینات ہیں۔

مولانا عبدالکریم آف مباہلہ پر قاتلانہ حملہ اور محمد حسین کے قتل کی درد بھری داستان

عبدالکریم کا مقدمہ ایک انتہائی قابل فکر مقدمہ ہے۔ جس کی داستان سچی، حقیقی اور دردناک کہانی ہے۔ عبدالکریم نے قادیانی دھرم اختیار کر لیا اور قادیان چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر مقتول قادیانی دھرم کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو گیا۔ اس نے قادیانی عقیدے سے دستبرداری اختیار کر لی۔ اور اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹنا شروع ہو گئے۔ عبدالکریم نے ایک اخبار جاری کر دیا جس کا نام "مباہلہ" تھا۔ اس اخبار کو چھاپنے کا مقصد قادیانی دھرم اور اس کے رسم و رواج پر تنقید تھا۔ مرزا محمود قادیان نے اپنی ایک تقریر مطبوعہ "مباہلہ" Exhibit(D.Z.39) میں "مباہلہ" اخبار چھاپنے والے کے بارے میں اس کی موت اور عبدالکریم کو احاطہ کرنے کی پیش گوئی کی تھی۔ وہ (قادیانی) لوگ جو اپنے دھرم کی خاطر عبدالکریم کو قتل کر دینے کے لئے تیار تھے۔ مرزا جی کی اس تقریر نے انہیں سند جواز مہیا کر دی۔ مرزا جی کی اس تقریر کے بعد عبدالکریم پر ایک قاتلانہ حملہ ہوا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ محمد حسین جو عبدالکریم کے اغراض و مقاصد (مشن) کا پیرو کار مشہور تھا۔ عبدالکریم پر اس مجرمانہ حملے کے خلاف صدق دل سے ڈٹ گیا۔ محمد حسین کو واقعتہً قتل کر دیا گیا۔ قاتل نے بڑی جدوجہد کی لیکن تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ پھانسی کی سزا پر عملدر آمد ہو جانے کے بعد (قادیانی قاتل کی) میت کو قادیان لایا گیا۔ اور انتہائی شان و شوکت کے ساتھ بہشتی مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔ محمد حسین مقتول کے اس قادیانی قاتل کی تعریف و توصیف کے پل باندھ دیئے گئے۔ قادیانی دھرم کے سرکاری ترجمان روزنامہ "الفضل" قادیان نے قاتل کے اس فعل کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ یہ مشہور کیا گیا کہ قاتل فی الواقع گنہگار نہیں تھا۔ وہ ان (پھانسی کی لعنتی موت، للمترجم) لحات سے قبل موت کی رسوائی سے بچ گیا تھا۔ اللہ پاک نے اسے پھانسی کی رسوائی سے محفوظ رکھنے کی خاطر اس کی موت سے پہلے ہی اٹھا لیا تھا۔

جب عدالت میں مرزا محمود سے اس معاملہ سے متعلق بیان لیا گیا تو اس نے ایک مختلف کہانی بیان کی۔ اس نے بیان دیا کہ محمد حسین کے قاتل کے جنازے کو اس لئے شان و شوکت دی گئی تھی کہ وہ قانون کی خلاف ورزی پر پشیمان تھا۔ اور اب اس نے اپنے گناہ سے نجات حاصل کر لی تھی۔ (Exhibit.D.Z.40) لیکن دستاویز (D.Z.40) اس کی تردید کرتی ہے اور مرزا محمود کی نیت اور اس کے

رویہ کا پتہ اس اظہار خیالات سے بالکل عیاں ہوتا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دستاویز کے مضمون کا تعلق لاہور ہائی کورٹ کی توہین میں آتا ہے۔

محمد امین (قادیان) کا قتل

ہمارے سامنے ایک اور حادثہ بھی ہے جس کا تعلق محمد امین (قادیانی) کی موت سے ہے۔ یہ محمد امین قادیانی) تھا اور اس قادیانی فرقے کا مبلغ بھی تھا۔ مرزائی تبلیغ کے لئے اس کو بخارا میں بھیجا گیا تھا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر اسے ڈسچارج کر دیا گیا۔ چودھری فتح محمد سیال قادیان (D.W.2) کی ایک ہی ضرب نے محمد امین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ عدالت زیریں نے اس قتل کا ذکر خلاصے کے طور پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ مذکورہ قتل کی جانچ پڑتال قریبی ذرائع سے کی جاتی۔ محمد امین (مقتول) قادیانی تھا۔ تاہم مرزا محمود کی ناراضی مقتول کے ذمے واجب الادا تھی۔ اسی بنا پر مقتول ناقابل برداشت تھا۔ محمد امین کو موت کے گھاٹ اتار دینے کے حالات چاہے کچھ بھی ہوں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک ہی ضرب سے اس کی زندگی کے قصے کو تمام کر دیا گیا۔ پولیس میں اس حادثے کی رپورٹ درج کر دی گئی لیکن کوئی بھی عملی قدم نہ اٹھایا گیا۔ یہ دلیل بے فائدہ اور لاحاصل ہے کہ قاتل اپنا دفاع کر رہا تھا۔ کیونکہ اس دفاعی اقدام کا فیصلہ دینا عدالت کا کام ہے۔ مذہبی حلف نامے کے تحت قاتل چودھری فتح محمد سیال (قادیانی) نے عدالت کے سامنے عجیب و غریب انداز میں تسلیم کیا کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا تھا۔ انتظامیہ (پولیس) اس معاملے میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی تھی۔ شنید میں ہے کہ مرزا محمود نے اس حد تک طاقت حاصل کر لی تھی کہ کوئی بھی گواہ آگے بڑھ کر صحیح شہادت دینے کی اپنے اندر جرأت نہیں پاتا تھا۔

مباہلہ بلڈنگ نذر آتش کر دی گئی
قادیان شہر میں لاقانونیت، حکومت مفلوج ہو کر رہ گئی

ہمارے سامنے عبدالکریم کے گھر کا مقدمہ بھی موجود ہے۔ جب اس کو قادیان بدر کر دیا گیا۔ تو اس کے گھر کو آگ لگا دی گئی تھی۔ نظر بہ ظاہر اس رہائشی گھر کو، گرا دینے اور زمین بوس کر دینے کی ایک کوشش قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی کے ذریعہ کی گئی تا کہ قانون کی خانہ پری بھی کی جا سکے۔ قادیان شہر میں گھروں کو جلا دینے اور قتل کے افسوس ناک واقعات اس لاقانونیت کی طرف سے جو اپنے ساتھ لائی تھی۔ مرزا محمود کی آبرو باختہ زبان کا ان لاکھوں مسلمانوں کے حق میں استعمال، جو مرزا جی پر ایمان نہیں رکھتے تھے، مذکورہ بالا کوائف پر مستزاد تھی۔ مرزا جی کی تحریریں ایسے اونچے درجے کی متقی پاکباز کی انوکھی تفسیر و تشریح مہیا کرتی ہیں جو نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو نبی رسول کہلاتے ہیں۔ بلکہ اللہ پاک کے منتخب بندے "مسیح ثانی" یعنی دوسرے مسیح کے دعویدار بھی ہیں۔ فالج سے متاثر ہو کر حکومتی آفیسر غیر معمولی حد تک شل ہو کر رہ گئے

تھے۔ مرزا جی کے معاملات سیکولر ہوں یا مذہبی۔ ان معاملات کے بارے میں مرزا محمود سے کوئی مؤاخذہ نہیں کیا جاتا تھا۔ مقامی آفیسروں کے سامنے مختلف مواقع پر شکایات پیش کی جاتیں لیکن ان شکایت کنندگان کو کسی قسم کی داد رسی دستیاب نہیں تھی۔ ایک یا دو شکایتیں ہمارے ریکارڈ پر موجود ہیں لیکن ان کے متن کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پیش کردہ کیس کے سوال دعویٰ کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ان حقیقی الزامات کو بیان کیا جائے۔ جن میں قادیانی جور و استبداد، اور قادیانی غلبہ و تمرد کے حقیقی واقعات قادیان شہر میں وقوع پذیر ہوتے رہے۔ لیکن ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا تھا۔

احرار کانفرنس نے مسلمانوں کو جمع کر کے ان کے اندر ایک نئی روح پھونک دی

مذکورہ (قادیانی) سرگرمیوں کے سدِ باب اور مسلمانوں کے اندر، ناقدانہ بیداری پیدا کرنے کے لئے (قادیان میں) احرار تبلیغ کانفرنس بلائی گئی۔ احرار کے اس اقدام نے قادیانیوں کے اندر فطری طور پر، ایک ناراضی پیدا کر دی۔ یہ کانفرنس کہیں بھی نہ ہو پائے۔ اس کو روکنے کے لئے قادیانیوں نے دلیرانہ اقدام کئے۔ احرار نے اپنی کانفرنس کے لئے "ایشر سنگھ" کی جگہ حاصل کر لی۔ قادیانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور ایشر سنگھ کی جگہ پر ایک دیوار کھڑی کر دی۔ دیوار کی اس تعمیر نے قادیان شہر کے اندر احرار کو زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے سے بھی محروم کر دیا۔ احرار اسی بنا پر قادیان سے ایک میل دور اپنے جلسے کا انتظام کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ایشر سنگھ کی اراضی اور قادیان شہر کے مابین قادیانیوں کی طرف سے ایک دیوار کی تعمیر کرنے سے دونوں پارٹیوں کے مابین تلخیوں کی غمازی ہوتی ہے۔ اور قادیانیوں کی اس خود پسندی اور تکبر کی بھی جنہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ قبضہ اور اختیار کی اہمیت سے بے خوف ہو چکے ہیں۔

بقیہ از ص ۴۰

سال گزر چکے ہیں۔ اب یہ بحث ختم ہونی چاہیئے اللہ کرے یہ ملک تا قیامت سلامت و آباد رہے۔ ہم آپکے دست و بازو ہیں۔ للہ ہمیں مت توڑیں، خدا گواہ ہے ہم اس ملک میں کادیانیوں اور مذہب اسلام کے خلاف سب بے دین تحریکوں کے علاوہ کسی کو ملک کا غدار نہیں سمجھتے۔ اگر آپکو زور آزمائی کرنا ہے تو دشمنوں کے ساتھ کیجئے ہم دوستوں اور بھائیوں کی طرح آپکے ساتھ ہیں۔ وما علینا الاالبلاغ

بقیہ از ص ۴۴

دستر خوان پر بنو ہاشم اور بنو امیہ سب آتے رہے مگر کوئی بھوکا نہیں لوٹا۔ تاریخ کے رافضی اور کذاب راویوں کے پروپیگنڈے میں آ کر ایک جلیل القدر صحابیِ رسول کے مرتبے کو گھٹانے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔
اللہ تعالی ہم سب کو اصحاب رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔